OPEN ACCESS
Al-Tansheet
﴾*Journal of Islamic Studies*﴿
ISSN (print): 2959-4367
ISSN (online): 2959-1473
www.altansheet.com

Al-Tansheet
Vol.:2, Issue: 1, July -Dec 2023 PP: 01-11

تفسیر تفہیم القرآن میں سماجی علوم کا تحقیقی مطالعہ

A Research Study of Social Sciences in Tafsīr Tafhīm al-Qurān

Published: 20-10-2023
Accepted: 15-10-2023
Received: 05-10-2023

Dr. Jan Gul
Theology Teacher, Elementary and secondary Education Department, Mansehra
Email: drjangul82@gmail.com

Dr. Muhammad Ateeq ur Rehman
Director Research and Development, Al-Habib Library, Mansehra
Email: alhabiblibrary786@gmail.com

Abstract

According to Syed Maududi, the matter of the Holy Qur'an is not like ordinary books in which the author puts the topics in a certain order and presents his recommendations according to them. Rather, it is a comprehensive scriptural guidance that is from the early stages of the Da'wah and Jihad movement. eading the way at every stage leading up to its climax. You interpret within the limits of the Qur'an. According to you, taking any meaning beyond the words of the Qur'an can be valid in only four cases: either there is a proof for it in the text of the Qur'an itself, or there is a reference to it in another place in the Qur'an or a correct one. This summary is found in the hadith. Or any other reliable source of it. Sayyed Maududi's research and analytical approach to traditions brings his commentary closer to Quranic themes and facts. There are many hadiths in the understanding of the Qur'an which have been accepted or rejected by Syed Maududi after examining them on the basis of tradition and wisdom. Syed Maududi has also described his jurisprudential opinions and investigations in some cases in his commentary. Therefore, your tafseer is to some extent tafseer balroy, but it will be called "Tafseer balroy al-Mahmood". The reason for this is that despite adopting the doctrine of Tafsir Balroy, you have worked very carefully in the interpretation and understanding of the Holy Qur'an. Syed Sahib has presented the historical reasons for the revelation of Surah in very easy and simple language. This increases the interest

and interest of the reader and he becomes aware of the meanings of the Surah with full historical awareness. Rather, at some places, it mentions the history and all the important places, which were there at that time or have been destroyed by the circulation of time. All these places are presented with maps along with the events in such a way that the reader feels himself standing in the same time and place. Regarding the social sciences, Syed Abul Ala Maududi's study is extensive. Sayyid Abul Ala Maududi had excellence in both Islamic and modern sciences (social sciences). However, he made the Holy Qur'an, Hadith, biography, jurisprudence, history, theology, politics, economy, society etc. his subject matter.

***Keywords**: Syed Maududi, Tafsīr Tafhīm al-Qurān, Hadith.*

سماجی علوم کا بیان

انسان اور سماج کا آپس میں گہرا ربط پایا جاتا ہے۔ کیونکہ انسان سماج کے بغیر نامکمل ہے۔ سماج ہی انسان کی سماجی زندگی کے اصول وضع کرنے کے ساتھ انسان میں حقیقت کا ادراک پیدا کرتا ہے۔ اور یہی آگے چل کر انسان کو فکر و شعور کے راستے پر گامزن کرتا ہے۔ سماج کی تبدیلی انسان کے اندر سوچ کے مادے کو ابھارتی ہے اور یہی سوچ شعور کی بلندیوں کی طرف انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔

معاشرتی علوم معاشرتی ظواہر کا ہی نام نہیں بلکہ یہ زندگی کے تمام پہلوں کی عکاسی کرتا ہے جو جن کا تعلق سماج کے ساتھ ہوتا ہے ۔جو سماجی تعلقات کی راہ ہموار کرنے میں اہمیت کے حامل ہیں۔ اسی وجہ سے معاشرتی علوم تاریخی ہوں یا معاشی، سیاسی ہوں یا تمدنی انسانی زندگی کے گرد تیرتے نظر آتے ہیں۔

ڈیوڈ سی کولینڈر نے اپنی کتاب میں معاشرتی علوم میں سماج کے بارے میں لکھتے ہیں۔

> *The scientific study of social, cultural, psychological, economic and political forces that guide individuals in their actions is called as Social Science.1*

سماج انسانوں کی آبادی جو قبیلوں اور قوموں سے تشکیل پاتی ہے، قرآن حکیم میں اس کے لئے ﴿القرية﴾ یا ﴿القرىٰ﴾ کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے امام راغب اصفہانی[2] لکھتے ہیں؛

﴿القرية﴾ وہ جگہ ہے جہاں لوگ جمع ہو کر آباد ہو جائیں تو بحیثیت مجموعی ان دونوں کو قریہ کہتے ہیں۔[3] انسانوں کے اجتماع اور ان کی وقوعہ کو انفراداً بھی قریہ بولا جاتا ہے۔

اور اردو زبان میں معاشرہ کے لئے سماج کا لفظ بولا جاتا ہے چنانچہ فیروز اللغات میں ہے کہ باہم مل جل کر رہنے، ٹولی، سماج ،انجمن وغیرہ کے ہیں[4]

تفہیم القرآن کا جائزہ

مولانا مودودی کی ایک اہم کاوش تفہیم القرآن[5] کی شکل میں موجود ہے جو قرآن کی عصری تقاضوں کے مطابق تشریح و توضیح کرتی نظر آتی ہے جس کا آغاز آپ نے 1928 سے ہی کر دیا تھا جبکہ 42 کی دہائی میں باقاعدہ تفسیر لکھنی شروع کر دی تھی جو کی 1972 میں تکمیلی مراحل سے 6 جلدوں کی شکل میں منظر عام پر آئی۔

مولانا مودودی نے اپنی تفسیر میں ان اصولوں کو لیا ہے جو دیگر مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اپنائے ہیں آپ نے بھی جمعور

مفسرین کے مطابق سب سے پہلے اپنی تفسیر کا ماخذ کلام الٰہی کو ہی بنایا ہے ان کا قول ہے:

"ہمارے مطابق قرآن پاک کے الفاظ سے اضافی کوئی مطلب اخذ کرنا چار حالتوں میں صحیح قرار دیا جا سکتا ہے یا تو قرآنی آیت میں کوئی قرینہ موجود ہو، یا کسی دوسری ایت میں اس طرف کوئی اشارہ کیا گیا ہو یا فرمان مصطفیٰ ﷺ میں اس کی شرح پائی جائے۔ یا کوئی اور مستند ماخذ ہو"۔ [6]

تفسیر بالرائے کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ قرآنی تفسیر کے متعلق میرا مسلک یہ ہے کہ قرآنی الفاظ کے حدود کے اندر رہ کر اس کی تفسیر کی جائے اور ہر ممکن یہ کوشش کی جائے کہ ان الفاظ کے احاطے سے باہر کوئی بات نہ کی جائے "۔[7] آپ کی ایک صفت یہ ہے کہ آپ ہر سورۃ کا کے ایک جامع اور مفصل مقدمہ پیش کرتے ہیں۔ جو نہ صرف سورت کا تعارفی جائزہ پیش کرتا ہے بلکہ قاری کے قرآن فہمی میں آسانی کا سبب بنتا ہے۔

آپ نے سماج کے تمام پہلوں پر ایک جامع نقطہ نظر کی طرف توجہ دلائی ہے جس کی اصل حکومیت الٰہیہ کا نفاذ ہے۔

ڈاکٹر خالد علوی اس بارے میں کہتے ہیں: " اس کائنات کا مرکزی نقطہ نظر حاکیت اعلیٰ ہے جس کے اوپر یہ پورا نظام تیرتا ہے۔"[8]

پروفیسر الیف الدین ترابی کے مطابق: " مودودی نے اپنی تفسیر میں جن پہلوؤں کو زیادہ اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے انکا تعلق دعوتِ دین یا فریضۂ اقامت دین کے ساتھ ہے۔"[9]

آپ کی تفسیر، دیگر تفاسیر کی بنسبت اپنے دور کے مسائل سے زیادہ جڑی ہوئی ہے اس کے علاوہ آپ کی اس کاوش سے روگردانی نہیں کی جا سکتی کہ آپ نے فلسفہ سائنس اور عمرانیات وغیرہ میں تاحال ہونے والی ریسرچ کو پیش نظر رکھ کر قرآن مجید کی تفسیر کی اور اس کی تردید یا تائید کی۔ مثال کے طور پر آپ اپنے ترجمے کے متعلق فرماتے ہیں کہ۔ میں نے ہر ممکن یہ کوشش کی ہے کہ قرآنی آیات کو خوب غور وخوض کے ساتھ پڑوں اور جو اثر میرے دل پر ہو، اسے ممکن صحت کے ساتھ اپنی زبان میں منتقل کروں تاکہ کلام الٰہی کی اصل واضح ہو جائے میں نے جو کچھ بھی لکھا بڑی اختیاط کے ساتھ لکھا تاکہ کسی قسم کی کوئی غلطی کا کوئی شائبا بھی نہ ہو کیونکہ معاملہ کلام الٰہی کا تھا، اس لیے میں نے بہت ڈرتے ہوئے یہ آزادی اختیار کی ہے۔ اور خط الامکان یہ کوشش کی ہے کہ تجاوز نہ ہونے پائے۔"[10]

ابو الاعلی مودودی کی نظر میں سماجی علوم کا تذکرہ

ابو الاعلیٰ مودودی کا معاشرتی علوم کے حوالے سے بڑی حد تک وسعت نظری سے کام لیتے ہیں ہے آپ بیسویں صدی کے جید عالم، مفکر، مفسر گزرے ہیں۔ آپ کو اسلامی علوم کت ساتھ ساتھ عصری علوم، (سماجی علوم) دونوں پر ملکہ حاصل تھا۔ اس لئے آپ نے قرآن پاک، احادیث، سیرت طیبہ، فقہ اسلامی، ت علم اریخ، علم کلام، علم سیاست، معیشت اور معاشرت وغیرہ کو اپنی تحریر کا موضوع بنایا۔

جب آپ اپنے ایک دوست محمد عاصم الحداد کے ساتھ مشرق وسطیٰ کا سفر کر رہے تھے تو آپ نے مختلف جگہوں کا عینی مشاہدہ کیا جو تاریخی اعتبار سے اہمیت کی حامل تھی اور ان جگہوں کو آپ نے اپنی تفسیر میں قلم بند کیا اور یہی سفر بعد میں جا کر کتابی شکل سفر نامہ ارض القرآن کے نام سے شائع ہوا۔ آپ اپنی تفسیر کے حوالے سے رقمطراز ہیں،

"میں نے حتی الوسع یہ کوشش کی ہے کی قرآنی آیات کو پڑھ کر جو بات میرے دل و دماغ پر اترتی ہے اس کو اس کی اصل کے ساتھ دوسرں کو منتقل کروں کلام الٰہی کے حوالے سے جو کچھ بھی لکھا بڑی اختیاط برتھ کر لکھا کیونکہ معاملہ قرآن کا تھا۔" [11]

مولانا مودودی کے مطابق یشریعت اسلامیہ کی اصل دو چیزوں (قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ) پر منقسم ہے: علاوہ ازیں

مفسرین و فقہاء کے متعین کردہ اصول و ضوابط انہی مصادر اصلیہ کے گرد گھومتے ہیں۔آپ کے مطابق کلام الہی کی تفسیر کا پہلا حق نبی رحمت ﷺ کو حاصل تھا اسی بنا پر احادیث کا انکار کرنا قرآن ہی کے انکار کرنے کے مترادف ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ قرآن میں غور و فکر کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ اوائل دور کی تفاسیر سے لیکر عصر حاضر تک علما و محدثین کی تحقیقات سے بے بہرہ ہو کر مصحف (قرآن) کے الفاظ میں تدبر کیا جائے اور اس طریقے کو اپنانے سے آپ بجائے ہدایت کے گمراہی کا شکار ہو جائیں گے۔"[12]

آپ کی فقہی بصیرت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا جو آپ کے وسعت مطالعہ تقابل ادیان کا منہ بولتا ثبوت ہے جو آپ نے قرآن کی اس آیت میں پیش کیا ہے۔اللہ فرماتا ہے۔

"اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ"[13]

آیت کریمہ کی تشریح و توضیح کے دوران آپ نے زنا کے قانونی، اخلاقی اور تاریخی پہلوؤں کو نہ صرف بیان کیا۔بلکہ آپ نے زنا کے مفہوم کی مکمل وضاحت کی آپ نے کہا کہ جس طرح ہر شخص زنا کے مفہوم واقف ہے، کہ مرد و زن، بغیر کسی نکاح شریعہ کے باہم مباشرت کرے اس کام کا اخلاقی طور پر برا سمجھنا یا مذہبی طور پر برا سمجھنا یا معاشرتی حیثیت سے اس کو برا سمجھنا اوائل زمانہ سے چلتا آرہا ہے اور جس پر تمام معاشروں کا اتفاق رہا ہے۔"[14]

آپ کہتے ہیں اگرچہ بعض معاشروں میں اس فعل کو برا اور قبیح سمجھتا ہے لیکن اس معاملے میں اسلامی قوائد و ضوابط دیگر مذاہب اور تہذیبوں سے یکسر مختلف ہیں۔آپ نے old testament)، (new testament) اور ہندوؤں کی کتابوں سے دلیلیں دے کر یہ واضع کیا کہ عورت کی جو سماجی حیثیت ہے اس کی بنا پر اس کی سزا و جزا کا اعتبار کیا جاتا ہے اور جو معاشرے میں کم حیثیت کی حامل ہیں ان سے زنا کی سزا بھی کم ہے۔

اس کے بعد آپ اپنے اصل موضوع یعنی زنا کے نقصانات کے بارے میں اسلام کا نکتہ نظر، قانونی حیثیت، تاریخی واقعات، احادیث رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے اجماع کو بیان کرنے کے ساتھ مسلمان فقہا کرامؒ کے دلائل کو نقل کرتے ہیں۔[15]

آپ نے تمام سورتوں کا شان نزول اور اسباب نزول کا ذکر کیا ہے۔کلام الہی میں کسی سورۃ کو سمجھنے کے لیے قاری جب کسی الجھن سے گزرتا ہے آپ نے سہل انداز میں، تاریخی، تمدنی پس منظر کی وضاحت کی ہے۔اور ان روات کو آپ نے اپنا موضوع سخن بنایا ہے جس کا تعلق شان نزول کے ساتھ خاص ہے۔مثال کے طور پر سورۃ الصّف کے ذیل میں زکر کرتے ہیں :

"میں نے مختلف مفسرین کی روایت کو پرکھا لیکن مجھ سے ان کا زمانہ معلوم نہ ہوا جب میں نے مضامین قرآن پر غور و فکر کیا تو مجھے یہ اندازہ ہوا کہ غالباً یہ سورۃ جنگ احد کا نقشہ کھینچتی نظر آرہی تھی۔ کیونکہ اس سورۃ کے درمیانی آیات میں جن و واقعات کی توجہ ملتی ہے وہ اسی دور کی ہے "[16]

آپ نے قرآن کی تفسیر کرتے وقت قرآنی قصص کو بہترین انداز میں پیش کیا ہے انہوں نے نہ صرف تورات، زبور انجیل سے بھی استفادہ کیا بلکہ آپ نے تاریخی واقعات کی مکمل تحقیق کی آپ نے ایسے واقعات سے روگردانی کی جن سے انبیاء کرام کی شان میں گستاخی ہوتی ہو، بلکہ آپ نے ان واقعات کو دلائل و براہین کے ساتھ رد کیا۔

مثال کے طور پر سورۃ الانعام آیت 74 تا 75 کی شرح میں ابراہیم علیہ السلام کے دھر کے متعلق 2100 ق م بتانے کے ساتھ ان کے دور کا کلی جائزہ تاریخ کے حوالے سے پیش کیا ہے۔۔[17]

تفہیم القرآن نے جو علم الکلام پیدا کیا ہے، اس میں اسلامی احکام کی حکمت اور اس دور کے مسائل اور ادارات سے اس کی مناسبت کو بھی ایک اہم مقام حاصل ہے۔ یہ چیز ایک طرف قرآن کی تعلیمات پر اعتماد اور یقین کو بڑھاتی ہے تو دوسری طرف قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل ہے کہ اس کی تعلیمات پر زمانے کے تغیرات کا کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ آج بھی اتنی ہی تازہ، پُرتاثیر اور بروقت ہیں، جتنی ساتویں صدی میں تھیں۔

تفہیم القرآن کے بیان کردہ علوم

سیاست

1938 میں جب کانگرس کی جماعت نے عروج پکڑا تو حلات کے مطابق نہ صرف مسلمانوں کی کثیر تعداد اس کا حصہ بنی بلکہ بہت سے علمائے کرام بھی اس میں شامل ہو گئے اور یہی وجہ ہے کہ اس نظریے نے متحدہ قومیت یا ایک قومی نظریے کی شکل اختیار کی ۔اس وقت مولانا مودودی نے اس قومی نظریے کے خلاف بہت سے مضامین قلم بند کیے جس میں حاص طور پر مسئلہ قومیت، مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش جو کہ دو سیریل میں شائع ہوئی۔ مولانا صاحب کی یہی تحریرات بعد میں جا کر دو قومی نظریے کا حصہ بنی۔علاوہ ازیں آپ نے ترجمان القرآن کے نام سے جو مضامین 1938 اور 1939 میں شائع کیے جس میں کانگرس کے کرتوتوں کو نہ صرف بے نقاب کیا بلکہ برصغیر کا مکمل نقشہ مسلمانوں کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا۔[18]

مودودی کی سیاسی بصارت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جس وقت پاکستان میں ریفرنڈم ہو رہا تھا تو اس وقت بھی آپ نے پاکستان کے ن حق میں ووٹ کاسٹ کیا اور لوگوں کو بھی اس بات کی طرف آمادہ کیا اور کہا کہ اگر میں سوبہ سرحد کا بھی ہوتا تو تب بھی میرا ووٹ پاکستان کے حق میں ہی پڑتا کیونکہ جب ہندوستان کے تقسیم کا وقت تھا تو اس وقت بھی مسلم قومیت کی ہی بنیاد پر اکثریت کی رائے دہی تھی اس لیے مسلم قومیت والے علاقوں میں شمولیت کو ترجیح دینی چاہیے۔[19]

سیاست کے متعلق آپ اپنی تفسیر میں یوں بیان کرتے ہیں۔

اِرشادِ باری تعالی ہے:

''اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ''[20]

'' اللہ تعالی تم کو حکم دیتا ہے کہ تم امانت والوں کو ان کی امانتیں واپس کردو اور جب تمھیں لوگوں کے درمیان حاکم بنایا جائے تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو''

اس آیت کریمہ میں مولانا مودودی فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے Position of Trust ایسے لوگوں کو دینا شروع کر دیا جو اہلیت سے خالی، بدحسلت، بددیانت، بدکردار اور انصاف کی روح سے خالی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو انصاف نہ کرنے پر متنبہ کیا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم کہیں ایسے ناانصافے لوگوں میں شامل نہ ہو جانا ہمیشہ اپنے قول میں انصاف کرنا اور فیصلہ عدل کے ساتھ کرنا ۔[21]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

''يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ''[22]

''اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے صاحب امر کی''

مولانا مودودی اس آیت کو پورے اسلام کی اولین مذہبی، تمدنی، اور سیاسی نظام کی کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ اس آیت سے مولانا

مودودی دو اصول وضع کرتے ہیں ایک یہ کہ اسلامی نظام میں اصل اطاعت اللہ تعالی کی ہے اسی ضمن میں حدیث کا حوالہ پیش کرتے ہیں (کہ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کے لیے کوئی اطاعت نہیں ہے) دوسرا یہ کہ اللہ کی اطاعت کے بعد رسول ﷺ کی اطاعت ہے کیونکہ رسول کی پیروی کرنا اصل میں اللہ کی پیروی کرنا ہے۔ جس پر آپ حدیث کا حوالہ پیش کرتے ہیں:

جس نے میرا کہا مانا یقینا اس نے خدا کا کہا مانا اور جس نے میرا کہا نہ مانا یقینا اس نے خدا کا کہا نہ مانا۔ اولی الامر میں سب جو گ شامل ہیں جو مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کے سربراہ کار ہوں، علماء یا سیاسی رہنماء ہو یا جج ہوں بشرطیکہ خدا اور رسول کے مطیع ہوں اس پر مولانا صاحب اس حدیث کو نقل کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے لیے اس سے یہ اصول وضع ہوتا ہے کہ اطاعت امیر یا اولامر کی بات ماننا مسلمانوں پر فرض ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دیں اگر وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں تو نہ اسے سننا جائز ہے نہ ماننا۔[23]

جغرافیہ

جغرافیائی اعتبار سے آپ کا مطالعہ قابل تعریف ہے اس لیے کہ آپ نے کئی مقام کا خود سفر کیا ہے جن کے متعلق آپ اپنی تفسیر میں یوں بیان کیا ہے۔ جن میں دو جگہوں کا ذکر بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

''فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً''[24]

''آج کے دن ہم تیری لاش کو باہر پھینک دیں گے تاکہ تو اپنے پچھلوں کے لئے عبرت ہو''

درج بالا آیت میں مولانا مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ جغرافیائی اعتبار سے یہ وہ جگہ ہے جس کو جبل فرعون بھی کہا جاتا ہے یہ مقام جزیرہ نمائے سینا کے مغربی ساحل پر واقع ہے جہاں فرعون کی لاش سمندر میں پڑی دیکھی گئی اور یہ وہ چشمہ ہے جس کو وہاں کے رہنے والوں نے حمام فرعون کے نام رکھا تھا اسی مقام کے قریب موجود ہے اور اس کے قریبی مقام سے فرعون کی لاش ملی تھی۔[25]

ایلہ کے متعلق فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ''[26]

''اور بستی والے جو دریا کے کنارے آباد تھی ان سے سوال کرتے ہیں''

آیت مبارکہ میں شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ مقام ایلہ یا ایلات تھا جہاں اسرئیل کی یہوی ریاست نے ایک بندر گا بنائی ہے اور جس کے قریب اردن کی مشہور بندرگاہ عقبہ واقع ہے اس کی جائے وقوع نحر قلزم کی اس شاخ کے انتہائی سرے پر جو جزیرہ نمائے سینا کے مشرقی اور عرب کے مغربی ساحل کے درمیان ایک لمبی خلیج کی صورت میں نظر آتی ہے بنی اسرئیل کے زمانہ عروج میں یہ بڑا اہم تجارتی مرکز تھا، اور حضرت سلیمان نے اپنے بحر قلزم کے جنگی و تجارتی بیڑے کا صدر مقام اسی شہر کو بنایا تھا۔[27]

تاریخ

تاریخ چشم حقیقت کے لیے ایک عبرت کا نشان ہے تاریخ ہمارے سامنے گزشتا اقوام کے حالات و واقعات کو ہماری نگاہوں کے سامنے اس طرح لا کر کھڑا کرتی ہے کہ جس طرح ہم اس کو خود عینی مشاہدہ کر رہے ہوں جس کے متعلق قرآن کریم میں جا بجا رب ذوالجلال نے متعدد مقامات پر ان قوموں کی نشاندی کی ہے جو عبرت کا نشان بنے اور جن کے واقعات کو پڑھ کر ہمیں اس سے سبق حاصل کرنے کی تاکید کی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ"[28]

"اور ہم نہیں ہلاک کرنے والے تھے ان بستی والوں مگر وہ لوگ ظالم تھے"

اس آیت کی تفسیر میں مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ رب ذوالجلال نے قبل از زمانہ آپ علیہ السلام کے جو قومیں تباہ کیں ان کے رہنے والے لوگ ظالم ہو چکے تھے مگر اللہ نے ان کو فنا کرنے سے پہلے اپنے رسول بھیج کر انہیں متنبع کیا جب وہ رسولوں کے ڈر سنانے پر بھی بعض نہ آئے تو ان کو ہلاک کر دیا۔[29]

اللہ فرماتا ہے:

"قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ"[30]

"آپ بتا دیجیے چلو پھرو زمین میں پھر نظر دوہرا و جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا"

اس آیت میں مودودی صاحب کا نقطہ نظر یہ ہے کہ گزشتہ اقوام کے کی باقیات اور ان کے تاریخی آثار گواہ ہوں گے کہ صدق و حقیقت سے روگردانی کرنا اور باطل پرستی پر اصرار کرنا ہی ان کو عبرت کے انجام تک لے گیا۔[31]

اہل زمین کی عبرت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ"[32]

"اے اللہ کے رسول آپ فرمادیں زمین میں خوب سیر کرو پس دیکھو کیسا ہوا مجرموں کا انجام"

اس آیت میں مودودی صاحب نے دو رائیں اختیار کی ہیں پہلی یہ کہ وہ قومیں جو آخرت کو ماننے سے انکار کیا وہی مجرم ٹھہری اور اور یہ تاریخ کا ماخذ ہے۔ کہ جس پر زمین کے اثار و باقیات شاہد ہیں گزشتہ اقوام کی تباہ کاریاں اس بات کی شاہد ہیں کہ اس نظام ازل سے ابد تک چلانے والی کوئی قوت ہے جو مکان سے لامکان کی طرف گامزن ہے۔[33]

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ"[34]

"تم فرما زمین میں پھر پس دیکھو اللہ نے کیسے خلقت کی ابتدا کی"

یعنی وہ خدا جو اولاً تخلیق کر سکتا ہے وہ اس بات پر قادر مطلق ہے کہ دوبارہ اس سے کہیں درجہ بہتر انداز میں دنیا و مافیھا کو تخلیق کرے۔[35]

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ"[36]

"تو کیا زمین میں نہ چلے کہ ان کے دل ہوں جن سے سمجھیں یا کان ہوں جن سے سنیں تو یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں"

اس آیت کی تفسیر میں مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ خیال رہے کہ قرآن سائنس کی زبان میں نہیں ہے بلکہ ابدی زبان میں

کلام کر رہا ہے ادبی رنگ احساسات وجذبات اور خیالات تمام ہی افعال دل ہی کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں یہاں تک کہ کسی چیز کے ازبر ہونے کو بھی یوں بھی کہا جاتا ہے کہ وہ میرے سینے میں محفوظ ہے۔[37]

تفہیم القرآن کا ناقدانہ تجزیہ

1۔قرآن کے حروف مقطعات کے متعلق مولانا مودودی کا نقطہ نظر یہ تھا کہ جب نزول قرآن کا دور تھا تو اس وقت اس طرح کے حروف کا استعمال عام تھا اس وقت کے شعراء وخطباء اس طرح کے اسلوب کا سہارا لیتے تھے اگرچہ آپ کا یہ قول جمہور مفسرین کے خلاف ہے۔

مولانا مودودی کی نظر میں اگرچہ خلفاء راشدین کے دور میں حروف مقطعات کا استعمال ہوتا تو یقینا ابو بکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ ضرور اس کا کوئی نہ کوئی مطلب بیان فرماتے۔اس میں کچھ شک نہیں کہ جمعور مفسرین وسلف وصالحین کے ہاں حروف مقطعات کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔جب صحابہ کرامؓ نے حروف مقطعات کا کوئی معنی متعین نہیں کیا تو یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اس وقت کے ادباء وشعراء ان حروف کو آپنے خیال کے مطابق استعمال نہیں کرتے تھے۔

2۔ مولانا کے نزدیک رفع مسیح الی السماء میں بھی مفسرین سے اختلاف نظر آتا ہے اور رفع کے مفہوم کو ابہام (شک) میں ڈال دیا۔

عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھانے کے بارے میں نے جو کچھ میں نے کہا، وہ یہ کہ کلام الٰہی کے الفاظ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کے بارے میں تصریح نہیں۔ لہٰذا قرآن مجید کی تفسیر میں ہم صرف اتنی بات کریں گے۔کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو "اٹھالیا"۔

3۔مولانا مودودی نے اصحاب الکھف کہ مدت نوم کے متعلق قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے تاریخ کا سہارا لیا بلکہ آپ نے تاریخ پر اعتماد کرتے ہوئے نہ صرف قرن اولیٰ کی تفاسیر بلکہ قرآن کے بھی خلاف لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا"[38]

اور وہ اپنے غار میں تین سو برس ٹھرے نو اوپر تو فرمایا اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنا ٹھہرے۔

مولانا مودودی کے مطابق یہ ایک تاریخی واقعہ ہے جو روایت در روایت ہو کر ہم تک پہنچا نہ کہ رب تعالیٰ کا کلام اور اس کی اصل یہ ہے کہ بعد کی آیات میں رب فرماتا ہے کہ تم کہو کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ جتنا ٹھہرے اور تین سونوں کی تعداد اللہ تعالیٰ نے خود بتائی ہے جس پر عبداللہ بن عباس نے بھی یہی تاویل کی ہے یہ خدا وحدہ کا قول نہیں ہے بلکہ لوگوں کی حکایت ہے۔[39]

4۔ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی تو ان کی بیوی ان کے ساتھ تھی اور اس وقت کا بادشاہ نہ صرف ظالم بلکہ بدکار بھی تھا اللہ نے اس کی بربریت کو اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ اس بادشاہ کو اس فعل سے باز رکھا۔ مودودی نے یہاں بھی اختلاف رائے قائم کی اور اس واقعہ کو لغو قرار دے دیا۔

خلاصہ بحث:

مولانا ابوالاعلی مودودی نے تفسیر بالرائے کو بھی جگہ دی ہے جس کے متعلق انہوں نے خود کیا "میں نے قرآن کا ترجمہ اردو میں پیش کرنے ساتھ ساتھ اس کے مفہوم کو خوب سمجھنے کی کوشش کی ہے اور اس کا اثر جو میرے دل پر ہوا اس کو میں نے آگے منتقل کیا۔"[40] تفہیم القرآن ایک دعوتی، انقلابی، اور تحریکی تفسیر ہے، اس میں قرآن پاک کا حقیقی مدعا پیش کیا گیا ہے۔اس میں قدیم تفسیروں کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ بھی ہے۔مزید برآں قرآن کے پیغام کو عصری تقاضوں کے سیاق میں پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے، اسلوب وانداز

دلکش اور سادہ اختیار کیا گیا ہے، باطل افکار کا ابطال اور اسلام کے مکمل نظام حیات ہونے کا اثبات کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو شہادت حق اور غلبہ دین کی جدو جہد پر آمادہ کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ اس میں تحقیقی، تنقیدی اور تجزیاتی مطالعے کے ساتھ ساتھ متقدمین کی تفسیروں سے بھی استفادہ ملتا ہے۔

دور حاضر میں معاشرتی علوم کے مطالعے سے انسان کے اخلاق وعادات میں بہتری پیدا کی جا سکتی ہے انسان اور سماج دونوں کا ایک آپس میں گہرہ تعلق ہے جس کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ساجیات بنی نوع انسان میں ایک ایسی حقیقت کا ادراک پیدا کرتا ہے جو سماجی اصول و ضوابط کے تحت انسان کو معاشرتی اقدار کی طرف راہ ہموار کرتا ہے۔

تفہیم القرآن علوم جدیدہ کا ایک خزینہ ہے جس میں تمام ضروری علوم (تاریخ، سیاست، معیشت، علم الاثار، نفسیات، عمرانیات، فلسفہ، جغرافیہ اور الاثار) کی سیر حاصل بحثیں ملتی ہیں۔ سید مودودیؒ کو قدیم وجدید علوم پر ملکہ حاصل تھا۔ علاوہ ازیں تفہیم القرآن میں آپ نے سائنس کے متعلق بھی کافی حد تک بحث کی ہے۔ آپ کے ہاں تہذیب وسیاست، اقتصادیات جیسے اہم موضوع پر بھی رہنمائی کا وافر سامان مہیا کیا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1: *Social Science: An Introduction to the Study of Society, Sixteenth Edition By Elgin F. Hunt & David C. Colander, Chapter 1, Page # 1*

2 آپ کا پورا نام حسین بن محمد بن مفضل، ابو القاسم الأصفہانی معروف راغب ہے،آپ کا تعلق اہل اصفہان (بغداد) سے تھا اور آپ امام غزالی کے ہم زمانہ تھے، آپ کی مشہور کتابوں میں (محاضرات الأدباء، مجلدان، اخلاق الراغب،جامع التفاسیر شامل ہیں آپ کی وفات 1108 م میں ہوئی۔

الأعلام للزرکلی،ج:2،ص:255

Al-A'lam lil Zarkali, Vol: 2, P: 255

3 اصفہانی، مفردات القرآن، امام راغب، المکتبۃ القاسمیہ لاہور، ص:846

Asfahani, Mufradaat al-Qurān, Imam Raghib, Al-Maktabah al-Qasimiyyah Lahore, P: 846

4 مولوی فیروزالدین، فیروزاللغات، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور راولپنڈی کراچی، ص:808

Maulvi Fayrozuddin, Fayroz-al-Lughaat, Fayroz Sons Private Limited Lahore Rawalpindi Karachi, P: 808

5 تفہیم القرآن، سید ابو الاعلی مودودی کی تفسیر ہے جس کو آپ نے چھ جلدوں میں مرتب کیا، اور اس کو مکتبہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور نے شائع۔

6 مودودی، تفہیم القرآن، ج4، ص:334، حاشیہ35

Mawdudi, Tafheem-ul-Qurān, Vol: 4, P: 334, Footnote: 35

7 مودودی ، ابو الاعلیٰ ، مکاتیب سید ابوالاعلیٰ مودودی، ج2، ص:276
Mawdudi, Abul Ala, Makaateeb Syed Abul Ala Mawdudi, Vol: 2, P: 276

8 ڈاکٹر خالد علوی ،ترجمان القرآن، تجدید دین حق اور سید مودودی، مئی 2004ء، ص:461
Dr. Khalid Alvi, Tarjamaan al-Qurān, Tajdeed-e-Deen Haq aur Syed Mawdudi, May 2004, P: 461

9 پروفیسر الیف الدین ترابی، سید مودودی کا تفسیری اسلوب، ص:295
Professor Aleef Al-Din Turaabi, Syed Mawdudi ka Tafseeri Usloob, P: 295

10 تفہیم القرآن،ج:1،ص:10-11
Tafheem-ul-Qurān, Vol: 1, P: 10-11

11 ایضاً
Ibid

12 مودودی ، ابوالاعلیٰ، رسائل و مسائل،ج:2،ص:47
Mawdudi, Abul Ala, Rasaail-o-Masaail, Vol: 2, P: 47

13 النور،الآیہ:2
Al Noor, Al Āyah: 2

14 تفہیم القرآن،ج:3،ص:319
Tafheem-ul-Qurān, Vol: 3, P: 319

15 ایضاً،ج:3،ص:319،339
Ibid, Vol: 3, P:319,339

16 ایضاً،ج:1،ص:46-48
Ibid, Vol:1, P:46-48

17 ایضاً،ج:1،ص:552تا558
Ibid, Vol:1, P:552-558

18 رسائل و مسائل، ج:1،ص: 363
Rasaail-o-Masaail, Vol: 1, P: 363

19 پیش لفظ مولانا دریا آبادی ، اسلام کا سیاسی نظام ، مطبوعہ دار لمصنّفین اعظم گڑھ، ص:167
Pesh Lafz Mawlana Darya Abadi, Islam ka Siyasi Nizam, Matboo'at Darul Musannefin Aazam Gadh, P: 167

20 النسآء،الآیہ:58
Al Nisaa' , Al Āyah: 58

21 تفہیم القرآن،ج:1،ص:362
Tafheem-ul-Qurān, Vol: 1, P: 362

22 النسآء،الآیہ،59
Al Nisaa', Al Āyah: 59

23 تفہیم القرآن،ج:1،ص:363
Tafheem-ul-Qurān, Vol: 1, P: 363

24 یونس،الآیہ،92
Yūnus, Al Āyah: 92

25 تفہیم القرآن،2ج:2، ص:310

Tafheem-ul-Qurān, Vol: 2, P: 310

26 الاعراف، الآیہ،163

Al A′raaf, Al Āyah: 163

27 تفہیم القرآن،ج:2، ص:89

Tafheem-ul-Qurān, Vol: 2, P: 89

28 القصص، الآیہ،59

Al Qasas, Al Āyah: 59

29 تفہیم القرآن،ج:3، ص:654

Tafheem-ul-Qurān, Vol: 3, P: 654

30 الانعام، الآیہ،11

Al An′aam, Al Āyah: 11

31 تفہیم القرآن،ج:1، ص:526

Tafheem-ul-Qurān, Vol: 1, P: 526

32 النمل، الآیہ،69

Al Naml, Al Āyah: 69

33 تفہیم القرآن،ج:3، ص:600

Tafheem-ul-Qurān, Vol: 3, P: 600

34 العنکبوت، الآیہ،20

Al ′Ankabūt , Al Āyah: 20

35 تفہیم القرآن،ج:3، ص:689

Tafheem-ul-Qurān, Vol: 3, P: 689

36 الحج، الآیہ:46

Al Ḥaj, Al Āyah: 46

37 تفہیم القرآن،ج:3، ص؛235

Tafheem-ul-Qurān, Vol: 3, P: 235

38 الکہف، الآیہ:25

Al Kahf, Al Āyah: 25

39 تفہیم القرآن،ج: 3،الکہف، الآیہ:25

Tafheem-ul-Qurān, Vol: 3, Al Kahf, Al Āyah: 25

40 تفہیم القرآن، ج:1، ص:10-11

Tafheem-ul-Qurān, Vol: 1, P: 10-11